نماز جنازہ کا شرعی طریقہ اور سورۂ فاتحہ کی شرعی حیثیت

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔ امابعد :

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے جس نے ہمیں اسلام کی لازوال دولت سے نوازا اور درود و سلام اس ذات مقدس پر جس کی شریعت کاملہ دونوں جہاں کی کامیابی کی ضامن ہے اور کروڑوں رحمتیں نازل ہوں ائمہ مجتہدین پر جنہوں نے کتاب و سنت کی طرف ہماری رہنمائی فرمائی۔

ناظرین کرام! برصغیر پاک و ہند میں دولت اسلام لانے والے بزرگ اہل سنت والجماعت حنفی ہی تھے اور بارہ سو سال تک اس علاقہ میں اتفاق و اتحاد کا موسم بہار رہا، نہ نماز پر لڑائی تھی، نہ وضو پر، نہ جمعہ میں، نہ عید میں۔ لیکن برطانوی سامراج کے منحوس قدم جونہی یہاں پہنچے، اختلافات کی آندھیاں اور نفاق کے طوفان ساتھ لائے امت مسلمہ کی وحدت کو پارہ پارہ کر دیا گیا، مسلمان کو مسلمان سے بھڑا دیا گیا امت مسلمہ میں لڑائی جھگڑا بپا کرنے میں سب سے بڑا کردار فرقہ غیر مقلدین نے ادا کیا کیونکہ اس فرقہ کا خمیر ہی بدگمانی، بدزبانی اور فتنہ فساد سے اٹھایا گیا ہے۔ چنانچہ اس فرقہ نے مساجد کو میدان جنگ بنا دیا ہے ان کو مسلمانوں کا اکٹھا ہونا ایک نظر نہیں بھاتا۔ جہاں مسلمان اکٹھے ہوئے یہ نفاق اور فساد کی چنگاریاں بن کر رونما ہوئے، اخوت و مودت کی حیات آفرین فضا کو ایسا مکدر کر دیا کہ جو مسلمان جسد واحد کی طرح یک جان دو قالب کا مصداق تھے، ان میں عداوت نفرت اور

دعائے مغفرت کرو (سورۃ التوبہ) اس لئے کسی کافر مرزائی، قادیانی، مرزائی، لاہوری، منکر قرآن اور منکر حدیث کی نماز جنازہ ادا کرنا جائز نہیں۔

۲۔ طہارت: میت کو غسل دینا فرض ہے تا کہ وہ نجاست حقیقی اور حکمی سے پاک ہو جائے، اس طرح ضروری ہے کہ جسم کی طرح اس کا کفن بھی پاک ہو اور جس چار پائی وغیرہ پر جنازہ رکھا جائے وہ بھی پاک ہو۔ اس پر تمام امت کا اجماع ہے۔

۳۔ جنازہ کا سامنے ہونا: نماز جنازہ کے صحیح ہونے کے لئے یہ بھی شرط ہے کہ میت کا کل بدن یا اکثر بدن جنازہ پڑھنے والوں کے سامنے ہو۔ آنحضرت ﷺ جب جنازہ ادا فرماتے تو جنازہ سامنے رکھتے یا آپ کے بہت سے صحابہ مدینہ منورہ سے باہر فوت ہوئے لیکن آپ ﷺ نے کبھی کسی صحابی رضی اللہ عنہ کی غائبانہ نماز جنازہ ادا نہیں فرمائی۔ اسی طرح حضور ﷺ کی زندگی میں بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم مدینہ منورہ سے باہر رہتے تھے جب کوئی صحابی رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ میں فوت ہوتے تو کسی جگہ بھی ان کی غائبانہ نماز جنازہ نہ پڑھی جاتی، مسلمانوں کو جو عقیدت خلفائے راشدین، عشرہ مبشرہ، اصحاب بدر، اصحاب احد، اصحاب بیعت رضوان، امہات المومنین، سیدہ فاطمۃ الزہرا، حضرات حسنین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ تھی اور ہے، وہ کسی مسلمان سے پوشیدہ نہیں لیکن ان میں سے کسی ایک کی نماز جنازہ غائبانہ نہیں پڑھی گئی، اگر کوئی صاحب ان میں سے کسی ایک کی بھی نماز جنازہ غائبانہ پڑھنا صحیح سند سے ثابت کر دیں تو فی حدیث ایک ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا۔

حضرت نجاشی کی نماز جنازہ:

حضرت نجاشی مسلمان تھے آپ فوت ہوئے تو وہاں کوئی مسلمان ان کی نماز جنازہ پڑھنے والا نہ تھا اور کسی حدیث سے ثابت نہیں کہ حبشہ میں حضرت نجاشی کی نماز جنازہ پڑھی گئی ہو۔ اللہ تعالیٰ نے جس طرح آپ ﷺ مکہ میں بیٹھے ہوئے تھے آپ ﷺ پر بیت المقدس منکشف فرما دیا تھا اسی طرح حضرت نجاشی کا جنازہ آپ پر منکشف فرما دیا چنانچہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم سب صحابہ بھی یہ خیال کر رہے تھے ان جنازتہ

بین یدیہ کہ حضرت نجاشی کا جنازہ آنحضرت ﷺ کے سامنے ہے (صحیح ابن حبان) اور فرماتے ہیں ہماری یہی رائے تھی کہ جنازہ ہمارے آگے ہے (صحیح ابوعوانہ) و ما نحسب الجنازہ الا موضوعة بین یدیہ ہمارا یہی گمان تھا کہ جنازہ آنحضرت ﷺ کے سامنے رکھا ہوا ہے (مسند احمد ج ۴ ص ۴۴۶) پس یہ آپ ﷺ کا معجزہ تھا اور یہ جنازہ غائبانہ نہیں تھا کیونکہ نجاشی کا جنازہ آپ کے سامنے کر دیا گیا تھا بہر حال کسی کا غائبانہ نماز جنازہ پڑھنا کسی صحیح سند سے ثابت نہیں ہے۔

نماز جنازہ دراصل دعا ہے:

عن ابی ھریرۃ ؓ ان النبی ﷺ قال اذا صلیتم علی المیت فاخلصوا الدعاء رواہ ابو داؤد و صححہ ابن حبان (بلوغ المرام ص ۱۰۷) حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جب تم مردہ پر نماز پڑھو تو نہایت خلوص کے ساتھ اس کے لئے دعا کرو۔

اس حدیث سے مراد وہ دعا ہے جو نماز جنازہ کے اندر تیسری اور چوتھی تکبیر کے درمیان پڑھی جاتی ہے (مرقات ج ۴ ص ۵۹۔ فتاویٰ سعدیہ، عین الہدایہ)

دعا کا طریقہ:

حضرت فضالہ بن عبید ؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا

اذا صلی احدکم فلیبدا بتحمید ربہ جل و عز و الثناء علیہ ثم یصلی علی النبی ﷺ ثم یصلی بعد بما شاء (ابوداؤد ج ۱ ص ۱۷۸، ترمذی، نسائی، بیہقی، حاکم، احمد) جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو پہلے اللہ تعالیٰ کی صفت وثنا بیان کرے پھر اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ پر درود شریف پڑھے اور پھر دعا کرے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ فرماتے ہیں کہ میں نماز پڑھ رہا تھا، حضرت رسول اقدس ﷺ، حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما بھی ساتھ تھے، جب

میں (تشہد کے لئے بیٹھا) توبدأت بالثناء علی اللّٰہ تعالی ثم الصلوۃ علی النبی ﷺ ثم دعوت لنفسی میں نے پہلے اللہ تعالیٰ کی ثناء بیان کی پھر نبی اقدس ﷺ پر درود پڑھا پھر اپنے لئے دعا کی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا مانگ تیری دعا قبول ہوگی، مانگ تیری دعا قبول ہوگی (ترمذی)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ دعا کی مقبولیت کے لئے سنت طریقہ یہ ہے کہ پہلے ثناء ہو، پھر درود پھر دعاء۔ نماز جنازہ بھی چونکہ دعا ہے اس لئے اس کی ترتیب بھی یہی ہے تاکہ اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں۔ آمین۔

طریقہ نماز جنازہ:

حضرت ابوسعید مقبری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ نماز جنازہ کیسے پڑھتے ہیں تو فرمایا میں جنازہ کے پیچھے چل کر جاتا ہوں پھر جب جنازہ نیچے رکھ دیا جاتا ہے کبرت و حمدت اللّٰہ و صلیت علی نبیہ ثم اقول اللھم الخ (موطا مالک ص۷۹) ...... میں پہلے تکبیر کہتا ہوں پھر اللہ کی ثناء بیان کرتا ہوں پھر نبی پر درود پڑھتا ہوں پھر میت کے لئے دعا مانگتا ہوں۔ حضرات دیکھئے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ کا طریقہ بتایا اس میں سورت فاتحہ پڑھنے کا ذکر تک نہ کیا۔

مرکز اسلام مدینہ منورہ:

عن نافع ان عبد اللّٰہ بن عمر رضی اللہ عنہ کان لا یقرء فی الصلوۃ علی الجنازۃ (موطا امام مالک ص۷۹)

نافع فرماتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نماز جنازہ میں قرآن (فاتحہ) نہیں پڑھا کرتے تھے۔

حضرت سالمؒ جو ابن عمر رضی اللہ عنہ کے فرزند تھے اور فقہاء سبعہ میں سے تھے جن کا فتویٰ چلتا تھا فرماتے ہیں لا قرامۃ علی الجنازہ (ابن ابی شیبہ ج۳ ص۲۹۹) نماز جنازہ

میں کوئی قرأت نہیں (نہ فاتحہ) اور حضرت سالمؒ کے بعد مدینہ منورہ میں بلاشرکت غیرے امام مالک کا فتویٰ جاری ہوا آپ فرماتے ہیں: قرامة الفاتحة ليس معمولا بها في بلدنا في صلوة الجنازة (عمدۃ القاری)

نماز جنازہ میں فاتحہ پڑھنے پر ہمارے شہر میں عمل نہیں ہے۔

ابن بطال شارح بخاری فرماتے ہیں کہ جو صحابہ جنازہ میں فاتحہ پڑھنے والوں پر انکار فرماتے تھے، ان میں حضرت عمر بن الخطاب، حضرت علی بن ابی طالب، حضرت ابن عمر اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ امام مالک ۱۷۹ھ میں فوت ہوئے خلافت راشدہ سے لے کر ۱۷۹ھ تک مدینہ منورہ میں جو جنازے پڑھے گئے ان میں فاتحہ نہیں پڑھی گئی۔ صحابہ، تابعین، تبع تابعین میں سے مدینہ منورہ میں ایک شخص کا نام بھی پیش نہیں کیا جا سکتا جو نماز جنازہ میں فاتحہ کو فرض کہتا ہو اور اس نے یہ فتویٰ دیا ہو کہ مدینہ منورہ زادھا اللہ شرفاً کے قبرستان میں جتنے لوگ دفن ہیں، سب بلا جنازہ دفن ہیں۔ اور تو اور کوئی مائی کالال یہ ثابت نہیں کر سکتا کہ خلفائے راشدین یا عشرہ مبشرہ رضی اللہ عنہم میں سے کسی ایک کے جنازہ میں سورۂ فاتحہ پڑھی گئی ہو۔ دیدہ باید

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے
یہ بازو مرے آزمائے ہوئے ہیں

دارالاسلام مکہ مکرمہ:

مکہ مکرمہ بھی اسلام اور مسلمانوں کا مرکز ہے حضرت عطاء بن ابی رباح یہاں کے مفتی ہیں، بقول غیر مقلدین ان کو دو سو صحابہ کرام سے ملاقات کا شرف حاصل ہے، خود جلیل القدر تابعی ہیں اور آپ کے شاگرد تبع تابعی ہیں، پورا خیر القرون ان کی نظر میں ہے، آپ سے جب نماز جنازہ کی فاتحہ کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ حیران ہو کر فرماتے ہیں ما سمعنا بهذا (ابن ابی شیبہ ج ۳ ص ۲۹۹) ہم نے جنازہ میں فاتحہ پڑھنا کبھی سنا ہی نہیں بلکہ طاؤس و عطاء كانا ينكران القرامة على الجنازة (ابن ابی شیبہ ج ۳

ص۲۹۹) حضرت طاؤس اور حضرت عطاء دونوں نماز جنازہ میں قرأت (فاتحہ پڑھنے) کا انکار فرماتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ پورے خیر القرون میں مکہ معظمہ میں ایک شخص بھی نماز جنازہ میں فاتحہ کی فرضیت کا قائل نہ تھا۔ سب جنازے بغیر فاتحہ کے پڑھے جاتے تھے اور فاتحہ نہ پڑھنے والوں پر کسی نے کبھی انکار نہ کیا اور ان کے لئے ''نہ فاتحہ نہ درود مر گئے مردود'' کی پھبتی نہ کسی اور اگر کسی نے بھولے سے پڑھ لی ہو تو اکابر علماء نے اس پر ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا۔ چنانچہ ایک دفعہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے جنازہ میں سورۃ فاتحہ اور ایک سورت پڑھی چونکہ خیر القرون میں یہ ایک انوکھی بات تھی اس لئے اسی وقت آپ کا بازو پکڑ کر پوچھا گیا کہ یہ کیا؟ آپ نے انھا سنۃ کہہ کر جان چھڑائی کہ یہ نماز جنازہ پڑھنے کا ایک غیر معروف طریقہ ہے جسے عام صحابہ تابعین نہیں پہنچانتے، اس لئے آپ نے لفظ سنت کو نکرہ بیان فرمایا۔ اس کے بعد ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بھی کبھی فاتحہ نہ پڑھی بلکہ جب آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوحمزہ رضی اللہ عنہ کو نماز جنازہ کا طریقہ سکھایا تو فرمایا تصل علی الجنازۃ تسبح و تکبر و لا ترکع و لا تسجد (سندہ صحیح فتح الباری ج۳ ص۳۷۶) یعنی نماز جنازہ میں تسبیح و تکبیر ہے رکوع سجدہ نہیں..... قرأت کا ذکر تک نہ فرمایا۔

دار الاسلام کوفہ:

کوفہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے آباد کیا، وہاں تقریباً سترہ سو صحابہ رضی اللہ عنہم قیام پذیر ہوئے، یہاں کے پہلے شیخ القرآن والحدیث والفقہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تھے، آخر میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کو دار الخلافہ بنایا۔ یہ خلافت راشدہ کا آخری مرکز ہے، آخری خلیفہ راشد حضرت علی رضی اللہ عنہ جب نماز جنازہ پڑھاتے تو یبدأ الحمد و یصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم یقول اللھم الخ (ابن ابی شیبہ ج۳ ص۲۹۵) پہلے خدا کی ثناء سے شروع فرماتے ہیں پھر درود پاک پڑھتے پھر میت کے لئے دعا فرماتے۔

پہلے آپ پڑھ چکے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نہ خود جنازہ میں فاتحہ پڑھتے تھے بلکہ پڑھنے والوں پر انکار فرماتے تھے۔ دور تابعین میں امام شعبیؒ کا فتویٰ چلتا تھا، یہ وہ بزرگ ہیں

جنہوں نے پانچ سو صحابہ کرام کی زیارت سے اپنی آنکھوں کو منور کیا، یہ بھی نماز جنازہ میں پہلی تکبیر کے بعد ثناء، دوسری کے بعد درود شریف، تیسری تکبیر کے بعد میت کے لئے دعا اور چوتھی تکبیر کے بعد سلام پھیرتے تھے (ابن شیبہ ج ۳ ص ۲۹۵) اور امام شعبیؒ اور نخعیؒ فرمایا کرتے تھے کہ لیس فی جنازة قراءة (ابن ابی شیبہ ج ۳ ص ۲۹۹) یعنی جنازہ میں کوئی قرأت نہیں، نہ فاتحہ اور نہ اور کچھ۔ پھر اس دار العلم کی سربراہی امام الائمہ سراج الامت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہؒ کے ہاتھ آئی۔ آپ کا فتویٰ ساری دنیا میں چل رہا ہے کہ نماز جنازہ میں فاتحہ کی قرأت نہیں ہے۔

الحاصل دار العلم کوفہ میں بھی پورے خیر القرون میں ایک نام بھی نہیں لیا جا سکتا جو نماز جنازہ میں سورۃ فاتحہ پڑھنے کو فرض کہتا ہو اور یہ اعلان کرتا ہو کہ جو نماز جنازہ میں فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز جنازہ ادا نہیں ہوتی۔

بصرہ سے یمن تک:

آپ اکتا جائیں گے اس لئے میں بات کو مختصر کرتا ہوں کہ بصرہ جو خیر القرون میں اسلام کا گہوارہ تھا وہاں بھی علامہ محمد بن سیرینؒ یہی فتویٰ دیتے تھے کہ نماز جنازہ میں قرأت نہیں اور یمن کے طاؤسؒ بھی یہی فتویٰ دیتے تھے (ابن ابی شیبہ ج ۳ ص ۲۹۹) لیکن بصرہ سے لے کر یمن تک پوری اسلامی دنیا میں ایک شخص نے بھی ان کی تردید نہ کی کہ سورۃ فاتحہ جنازہ میں فرض ہے۔ تم فرض کے منکر ہو، فرض سے روکتے ہو، تمہارے جنازے باطل ہیں..... کیا ہے کوئی غیر مقلد جو خیر القرون میں ایک ہی اپنا ہمنوا تلاش کر لے۔

الحاصل:

آنحضرت ﷺ نے کبھی نہ فرمایا کہ نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ فرض ہے، جس جنازہ میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھی جائے، وہ جنازہ باطل ہے۔ دنیا کی کسی حدیث کی کتاب میں ایسی حدیث موجود نہیں ہے، اگر کوئی غیر مقلد آنحضرت ﷺ کا ایسا حکم دکھا دے تو ہم مبلغ

دس ہزار روپیہ رائج الوقت انعام دیں گے۔ میں کہتا ہوں کہ تم اپنے اس محسن اعظم کو بھی ساتھ ملا لو جس نے تمہیں ان فتنہ پردازیوں کے لئے جاگیریں دیں اور خزانوں کے منہ کھول دیئے اور جس نے اہلحدیث کا نام الاٹ کیا پھر بھی تم ایسی حدیث پیش نہیں کرسکو گے آؤ ہمت کرو اگر رسول اکرم ﷺ سے تم یہ حکم نہ دکھا سکو اور قیامت تک نہ دکھا سکو گے تو کسی ایک خلیفہ راشد سے ہی فرضیت کا حکم دکھادو، اگر یہ بھی نہ کر سکو تو پورے خیر القرون میں لاکھوں صحابہ، کروڑوں تابعین و تبع تابعین میں سے صرف ایک نام ایسا پیش کردو جو نماز جنازہ میں فاتحہ کو فرض اور دنیا بھر کے جنازوں کو باطل کہتا ہو، سنو میں تمہیں بانگ دہل کہتا ہوں عورتوں کی طرح نقاب میں نہ چھپ جانا، گوہ کی طرح بل میں نہ گھس جانا، بجو کی طرح عقب میں نہ سمٹ بیٹھنا۔ مردوں کی طرح ایسا حکم پیش کرو، نہ ہو سکے تو ضد کو چھوڑ کر راہ ہدایت پر آ جاؤ۔

فائدہ: ان احادیث سے ثابت ہو چکا ہے کہ نماز جنازہ کا مقصد میت کے لئے دعا ہے سورۂ فاتحہ میں اللہ تعالیٰ کے لئے ثناء ہے یا اپنے لئے دعا ہے، اس میں میت کے لئے دعا کا ایک لفظ بھی نہیں ہے اب نہ جانے غیر مقلد کس لئے اس کی فرضیت پر زور دے رہے ہیں جب کہ جنازہ کا اصل مقصد ''میت کے لئے دعا'' اس میں سرے سے موجود ہی نہیں۔ ہاں دعا سے پہلے ثناء پڑھنا سنت ہے اگر ثناء کی نیت سے کوئی پڑھے تو گنجائش ہو سکتی ہے۔

التنبيه لا يقاظ السفيه:

غیر مقلد حضرات سے عرض ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے نماز جنازہ میں فاتحہ کو فرض نہیں فرمایا تم کون ہو فرض کہنے والے۔ کیا تمہیں ابن مسعودؓ کا وہ ارشاد عالی یاد نہیں کہ اپنی نماز میں شیطان کا حصہ شامل نہ کرو اور نماز میں شیطان کا حصہ شامل کرنے کا مطلب یہ ہے کہ دائیں طرف سے پھرنا (جو اگرچہ آنحضرت ﷺ کا اکثری عمل ہے لیکن ضروری اور فرض واجب نہیں اس کو) ضروری سمجھنا بدعت اور شیطان کا حصہ ہے۔ (بخاری)

اسی طرح جب آنحضرت ﷺ نے نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ کو فرض نہیں فرمایا تو تمہارا نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کو فرض قرار دینا اپنے جنازہ میں یقیناً شیطان کا حصہ شامل کرنا ہے، کیا ہم غیر مقلدوں سے یہ امید رکھیں کہ وہ آنحضرت ﷺ کے اس ارشاد سے ڈریں گے اور اپنے جنازوں کو شیطان کے دخل سے پاک کرلیں گے، ہاں دیکھنا شیطان کی طرح یہ پروپیگنڈہ نہ کرنا کہ فاتحہ کو شیطان کا حصہ کہہ دیا بلکہ غیر ضروری کو ضروری قرار دینے کو خود حضور ﷺ نے شیطان کا حصہ فرمایا ہے۔

حضرت ابو وائل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے عہد مبارک میں جنازے کی نماز سات، چھ، پانچ اور چار تکبیروں سے ہوتی رہی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں اس اختلاف کو ختم کیا گیا۔

فجمع عمر الناس علی اربع کاطول الصلوۃ رواہ البیھقی و اسنادہ حسن (فتح الباری) یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سب کو چار تکبیروں پر جمع فرمادیا کیونکہ بڑی نماز کی چار ہی رکعتیں ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم جو نمازیں پڑھتے ہیں کوئی نماز دو رکعت ہے کوئی تین رکعت، کوئی چار رکعت۔ ایک سلام سے چار رکعت سے زیادہ کوئی فرض نماز نہیں ہے اور نماز جنازہ کی ہر تکبیر ایک رکعت کے قائم مقام ہے تو زیادہ سے زیادہ چار تکبیریں ہی ہوسکتی ہیں کیونکہ بڑی سے بڑی نماز چار رکعت سے زائد نہیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تمام صحابہ نماز جنازہ کی تکبیرات کو فرض نماز کی رکعات کے قائمقام جانتے تھے۔ تو اگر نماز جنازہ میں قرأت فرض یا واجب یا سنت بھی ہوتی تو نماز جنازہ میں چار دفعہ فاتحہ پڑھنی فرض ہوتی کیونکہ چار رکعت نماز میں چار مرتبہ فاتحہ پڑھی جاتی ہے۔ ہر رکعت میں مستقل فاتحہ تو چار تکبیروں میں بھی چار مرتبہ فاتحہ پڑھنی چاہئے لیکن سوائے ابن حزم کے پوری امت میں کوئی شخص بھی جنازہ میں چار مرتبہ فاتحہ کی فرضیت کا قائل نہیں۔ اس سے معلوم ہوا جو لوگ فاتحہ پڑھتے ہیں وہ اس کو قرأت کی نیت سے بالکل

نہیں پڑھتے ،ثناء کی نیت سے پڑھتے تھے کیونکہ چار رکعت نماز میں قرأت چار مرتبہ ہوتی ہےاور ثناء ایک مرتبہ چار رکعت میں جس کسی نے بھی صرف ایک مرتبہ فاتحہ پڑھی وہ ثناء ہی ہے قرأت نہیں۔

کیا بہ نیت ثناء فاتحہ پڑھ لینی چاہئے؟

ہمارے مسلک حنفی میں اصل ثناء سبحانك اللهم ہی ہے جو ہر نماز میں بطور ثناء پڑھی جاتی ہے لیکن اگر اس کے ساتھ سورۂ فاتحہ بھی ثناء کی نیت سے پڑھ لے تو جائز ہے لیکن آج کل نہ پڑھنا ہی بہتر ہے۔

غیر مقلدین کی فتنہ پردازی:

غیر مقلدین کا کوئی مذہب نہیں ہے،ان کا کام فتنہ فساد اور عوام کو پریشان کرنا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ تم فاتحہ پڑھ لیا کرو اگر چہ ثناء کی نیت سے ہی پڑھو پھر نماز جنازہ صحیح ہوگی۔

ان سے کوئی پوچھے کہ اگر ظہر کے چار فرض کوئی شخص فرض کی نیت سے نہ پڑھے، نفل کی نیت سے پڑھ لے تو کیا اس کی نماز ظہر ہو جائے گی؟۔ایک آدمی زکوۃ نہیں دیتا وہ دس روپے کسی کو دے رہا ہے اور صاف کہتا ہے کہ میری نیت زکوۃ کی نہیں صرف ہدیہ دے رہا ہوں تو کون جاہل کہے گا کہ اس کی زکوۃ ادا ہوگئی؟۔دوستو! آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ انما الا عمال بالنيات عمل کا دارومدار نیت پر ہے جب ایک آدمی فرض کی نیت ہی نہیں کرتا بلکہ وہ صاف اس فرض کے فرض ہونے کا انکار کر رہا ہے تو اس کا فرض کیسے ادا ہو جائے گا۔

اصل بات یہ ہے کہ نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کے فرض ہونے کی جب انہیں کوئی دلیل کتاب وسنت میں نہیں ملتی تو بھولے بھالے حنفی عوام کو دھوکا دینے کے لئے ثناء کے طور پر فاتحہ پڑھنے کا مسئلہ سنا دیتے ہیں،جس سے عوام تو دھوکہ کھاتے ہیں لیکن اہل علم سمجھ لیتے ہیں کہ اب فرضیت کا انکار کر دیا ہے،غیر مقلدیت دم توڑ گئی ہے،نہ قرآن نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا نہ حدیث صحیح فرضیت کی ملی۔ بے چارے کاسہ گدائی لے کر فقہاء کی چوکھٹ پر بھی

گئے لیکن بھیک نہ ملی، آخر فقہ کی چوکھٹ پر فاتحہ کی فرضیت کے عقیدہ کو ذبح کر کے بطور ثناء فاتحہ پڑھنے کا وعظ شروع کیا۔

حنفی مذہب:

حنفی مسلک میں سبحانك اللهم بالاتفاق ثناء ہے لیکن جنازہ میں فاتحہ اگر بہ نیت ثناء پڑھی جائے تو گنجائش ہے۔ اگر قرأت کی نیت سے پڑھی جائے تو مکروہ تحریمی ہے، چونکہ عوام کے لئے اس باریک فرق کا لحاظ رکھنا مشکل ہے اور آنحضرت ﷺ کا حکم دع ما یریبك الی ما لا یریبك یعنی مشکوک چیز کو چھوڑ کر غیر مشکوک چیز پر عمل کرو تو فاتحہ پڑھنے میں مکروہ تحریمی ہونے کی وجہ سے گناہ کا خطرہ موجود ہے اور سبحانك اللهم پڑھنے سے کوئی خطرہ نہیں اس لئے فاتحہ سے پرہیز میں ہی احتیاط ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ غیر مقلدین فاتحہ کو بلا دلیل فرض قرار دے رہے ہیں اور بلا دلیل شریعت میں کسی عمل کو فرض قرار دینا نماز میں شیطان کا حصہ شامل کرنا ہے۔ تو جب غیر مقلدین اپنی نماز میں شیطان کا حصہ داخل کر چکے تو اب فاتحہ کسی نیت سے بھی پڑھی جائے اس سے شیطان کی تائید ہوگی اس لئے اس سے بالکل پرہیز کرنا چاہئے۔

دلائل غیر مقلدین

غیر مقلدین کا دعویٰ یہ ہے کہ نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ پڑھنا فرض ہے۔ اس کے بغیر نماز جنازہ باطل ہے۔ ظاہر ہے کہ فرضیت ثابت کرنے کے لئے دلیل قطعی الثبوت اور قطعی الدلالت کی ضرورت ہے۔ قطعی الثبوت کا یہ مطلب ہے کہ وہ آیت قرآنی ہو یا حدیث متواتر۔ اور قطعی الدلالت ہونے کا یہ مطلب ہے کہ اس کا معنی صاف یہ ہو کہ فاتحہ جنازہ میں فرض ہے۔ جو نماز جنازہ میں فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز باطل اور بیکار ہے۔

لیکن غیر مقلدین جو دلائل بیان رہتے ہیں ان میں سے نہ کوئی قطعی الثبوت ہے

یعنی نہ قرآن کی آیت پیش کرتے ہیں نہ حدیث متواتر اور نہ ہی کوئی قطعی الدلالت ہے یعنی کسی حدیث کا یہ معنی نہیں کہ بغیر سورۂ فاتحہ کے نماز جنازہ باطل اور بے کار ہے۔

وہ جو حدیثیں بیان کرتے ہیں وہ اس قدر ضعیف ہیں کہ فرض واجب ہونا تو کجا ان ضعیف احادیث سے تو فاتحہ کا سنت یا مستحب ہونا بھی ثابت نہیں ہوسکتا۔

۱۔ عن ام عفیف قالت امرنا رسول اللّٰہ ﷺ ان نقرأ بفاتحۃ الکتاب (طبرانی) ام عفیف کہتی ہیں کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے فاتحہ پڑھنے کا حکم دیا۔

اس میں اولاً تو سرے سے نماز جنازہ کا ذکر ہی نہیں پھر یہ نہایت درجہ کی ضعیف ہے چنانچہ اس کی سند میں عبدالمنعم ابوسعید ہے جو ضعیف ہے۔ (مجمع الزوائد ج ۳ ص ۳۲)

۲۔ عن ام شریک قال امرنا رسول اللّٰہ ﷺ ان نقرا علی الجنازۃ بفاتحۃ الکتاب (ابن ماجۃ) یعنی ام شریک فرماتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ہم عورتوں کو جنازہ پر فاتحہ پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ حافظ ابن حجر نے تلخیص الحبیر میں اس کی سند کو بھی ضعیف کہا ہے۔

۳۔ عن اسماء بنت یزید قالت قال رسول اللّٰہ ﷺ اذا صلیتم علی الجنازۃ فاقرؤا بفاتحۃ الکتاب (طبرانی) حضرت اسماء بنت یزید فرماتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب تم نماز جنازہ پڑھو تو فاتحہ پڑھا کرو۔

اس کی سند میں معلی بن حمران ہے جس کا ثقہ ہونا ثابت نہیں، پس حدیث ضعیف ہے۔

۴۔ عن ابن عباس رضی اللہ عنہ ان النبی ﷺ قرأ علی الجنازۃ بفاتحۃ الکتاب (ابن ماجۃ، ترمذی) حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے جنازہ پر فاتحہ پڑھی۔

اس کی سند میں ابوشیبہ ہے جس کو غیر مقلدین باالاتفاق ضعیف کہتے ہیں۔

۵۔ عن جابر رضی اللہ عنہ ان رسول اللّٰہ ﷺ قرأ بام القرآن بعد التکبیرۃ الاولی (کتاب الام) حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے پہلی تکبیر کے بعد سورۂ فاتحہ پڑھی۔

اس کی سند میں ابراہیم بن ابی یحییٰ ہے جو متروک ہے۔

☆ یہ پانچ روایات ہیں جو کہ سب ضعیف ہیں۔ ان سے تو فاتحہ کا سنت ہونا بھی ثابت نہیں ہوسکتا۔

نیز پہلی تین احادیث میں عورتوں کو نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ عجیب بات ہے کہ عورتیں جن پر جنازہ پڑھنا فرض نہیں ان کو آپ ﷺ نے فاتحہ پڑھنے کا حکم دیا لیکن مرد جن پر جنازہ پڑھنا فرض کفایہ ہے ان کو ایک مرتبہ بھی فاتحہ پڑھنے کا حکم نہیں دیا۔

دوسری بات یہ ہے کہ صحیح بخاری شریف میں ہے کہ نھینا عن اتباع الجنائز کہ ہم عورتوں کو جنازہ پڑھنا تو کجا اس کے ساتھ جانے سے بھی روک دیا گیا۔ چنانچہ کسی حدیث سے بھی ثابت نہیں ہے کہ اس وقت عورتیں جنازہ گاہ میں جا کر جنازہ پڑھتی ہوں۔ پس یہ اس پہلے زمانہ کی حدیثیں ہیں جب عورتیں بھی جنازہ پڑھ لیا کرتی تھیں آخری زمانہ میں آنحضرت ﷺ کا نماز جنازہ میں فاتحہ پڑھنے کا نہ حکم دینا ثابت ہے نہ خود پڑھنا۔ اس لئے باوجود ضعیف ہونے کے ان احادیث میں منسوخ ہونے کا قوی شبہ ہے۔ اور یہ صحابہ، تابعین، تبع تابعین کے نماز جنازہ میں فاتحہ نہ پڑھنے سے تو ان ضعیف روایات کے منسوخ ہونے کا یقین ہو جاتا ہے۔

چار تکبیریں:

نماز جنازہ کی چار تکبیریں ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام، حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر، حضرت علی، حضرت حسن رضی اللہ عنہم سب کی نماز جنازہ چار تکبیروں سے ہی پڑھی گئی (حاکم، بیہقی) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں اس بات پر اجماع ہو گیا کہ اب جنازہ چار ہی تکبیروں سے پڑھا جائے گا کیونکہ آنحضرت ﷺ آخری عمر میں چار تکبیروں سے ہی جنازے پڑھاتے رہے (کتاب الآثار محمد)

☆ عن ابی هريرة ان رسول الله ﷺ كبر على جنازة فرفع يديه فی اول

تکبیرة ثم وضع الیمنی علی الیسری (ترمذی ص ۱۷٤) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے نماز جنازہ پر تکبیر کہی اور پہلی تکبیر کے ساتھ ہاتھ اٹھائے اور دایاں ہاتھ بائیں پر باندھا۔

☆ عن ابی ہریرة قال من السنة وضع الکف علی الکف تحت السرة (ابو داؤد) حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ سنت یہ ہے کہ ہاتھ پر ہاتھ ناف کے نیچے باندھے۔

☆ عن ابن عباس ان رسول اللہ ﷺ کان یرفع یدیہ علی الجنازة فی الاول تکبیرة ثم لا یعود (دار قطنی ج۲ ص ۷۵) حضرت عبداللہ بن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نماز جنازہ کی پہلی تکبیر کے وقت ہاتھ اٹھاتے تھے۔

ثناء:

پہلی تکبیر کے ساتھ ہاتھ اٹھائے پھر ہاتھ ناف کے نیچے باندھ لے اور سبحانك اللھم پڑھے جس طرح نماز میں ثناء پڑھتے ہیں۔

فتنہ:

غیر مقلدین کے پاس شور و شر، فتنہ و فساد کے سوا اور کچھ نہیں۔ جب فتنہ برپا کرنے کا اور بہانہ نہ ملا تو ایک اشتہار شائع کیا اس میں ایک طرف سبحانك اللھم لکھا جس طرح ہم سب نماز میں پڑھتے ہیں، دوسری طرف سبحانك اللھم میں جل ثناؤك زیادہ کر دیا ہے بس آسمان سر پر اٹھالیا۔

میں نے اس غیر مقلد سے کہا کہ جتنی ثناء آپ نے لکھی ہے خاص نماز جنازہ میں آنحضرت ﷺ سے اتنی پڑھنی تم ثابت کردو جل ثناؤك میں دکھادوں گا۔ آج چھ ماہ کا عرصہ گزر چکا ہے وہ پریشان ہے، اسے حدیث نہیں مل رہی، وہ اپنے ضمیر اور اپنی ساری جماعت کو لعنت ملامت کر رہا ہے کہ ایسی حدیث تلاش کردو مگر کسی کو ہمت نہیں ہوئی ایک دوسرے غیر مقلد سے میں نے کہا کہ حنفی فقہ کی معتبر کتاب سے ہمیں یہ دکھادو کہ نماز جنازہ

میں ثناء میں جل ثناؤك ضروری ہے وہ بھی نہیں دکھا سکا۔ پھر دیکھئے ایک خود بہتان تراشتے ہیں، پھر خود ہی فتنہ کھڑا کرتے ہیں، اس لئے تو نواب صدیق حسن کو لکھا پڑا کہ ان ھـذا الأ فتنة فی الارض و فساد کبیر (الحطہ) یہ فرقہ (غیر مقلدین) خدا کی زمین میں فتنہ وفساد پھیلانے کا ٹھیکیدار ہے۔

ہم تو یہ کہتے ہیں اگر کوئی جل ثناؤك پڑھے تو روکیں گے نہیں اور اگر نہ پڑھے تو حکم نہیں دیں گے۔ کیونکہ مشہور احادیث میں جل ثناؤك کا ذکر نہیں۔ حافظ الحدیث ابن شجاع کتاب الفردوس میں حدیث لائے ہیں۔

عن ابن مسعود ﷺ من احب الکلام الی عز و جل ان یقول العبد سبحانك اللھم وبحمدك و تبارك اسمك وتعالیٰ جدك وجل ثناؤك و لا الہ غیرك

حضرت عبداللہ بن مسعود ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ جل شانہٗ کو یہ کلام بہت محبوب ہے۔

سبحانك اللھم و بحمدك و تبارك اسمك و تعالی جدك و جل ثناؤك و لا الہ غیرك

اسی طرح کی روایت ابن ابی شیبہ نے حضرت عبداللہ بن عباس ﷺ سے نقل فرمائی ہے دیکھئے غیر مقلدین ان دونوں حضرات کو کن کن القاب سے نوازتے ہیں جبکہ صحابہ اور تابعین میں سے کسی نے بھی ان کو بدعتی نہیں کہا اور مناظرہ کا چیلنج نہیں دیا۔

دوسری تکبیر

دوسری تکبیر کے بعد درود شریف پڑھا جاتا ہے اور وہی درود شریف پڑھنا بہتر ہے جو ہم عام نمازوں میں پڑھتے ہیں لیکن ان فتنہ پردازوں نے یہاں بھی شرارت کھڑی کر رکھی ہے، ٹکے ٹکے کی کتابوں سے یسرنا القرآن وغیرہ سے و رحمت و ترحمت کے الفاظ سنا کر چیلنج کرتے ہیں کہ یہ الفاظ کس حدیث میں ہیں اور بیچارے عوام کو پریشان کرتے ہیں ان جاہلوں کو یہ بھی علم نہیں کہ مذہب حنفی مستند کتابوں میں درج ہے۔ اگر مذہب حنفی پر اعتراض کرنا مقصود ہے تو مذہب حنفی کی مستند کتاب سے وہ مکمل درود شریف دکھاؤ۔ کتنی

ڈھٹائی ہے کہ یسرنا القرآن سے عبارت نقل کر کے ہدایہ، درمختار اور خود امام ابو حنیفہؒ کے خلاف شرانگیزی شروع کردی جائے۔

ہاں ہم بھی غیر مقلدوں سے پوچھتے ہیں کہ کیا آنحضرت ﷺ نے نماز جنازہ میں خاص یہ درود ابراہیمی مقرر فرمایا ہے یا یہ غیر مقلدوں نے خود مقرر کرلیا ہے؟ اگر کوئی صحیح صریح حدیث آپ کے پاس ہے کہ رسول پاک ﷺ نے نماز جنازہ میں لفظ بہ لفظ یہی درود ابراہیمی مقرر فرمایا ہے تو وہ حدیث لاؤ ہم مبلغ ایک ہزار روپیہ انعام دیں گے اور اگر تم آنحضرت ﷺ سے یہ مقرر کرنا نہ دکھا سکو تو تم کون ہوتے ہو مقرر کرنے والے؟ جونسا درود کوئی چاہے پڑھے اگر چہ افضل یہی درود ابراہیمی ہے بلکہ حدیث شریف سے تو صاف ثابت ہے کہ کوئی درود دعا مقرر نہیں۔

عن جابر ؓ قال ما اباح لنا رسول اللّٰہ ﷺ و لا ابو بکر و لا عمر فی شیء ما اباحوا فی الصلوۃ علی المیت یعنی لم یوقت (ابن ماجہ ص ۱۰۹ مسند احمد ج ۳ ص ۳۵۷)

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ، حضرت ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما نے نماز جنازہ کے لئے کوئی چیز مقرر نہیں فرمائی۔

نوٹ: حافظ ابن حجر نے تلخیص الحبیر میں اس حدیث کا ترجمہ یہ کیا ہے کہ رسول پاک ﷺ، ابو بکر صدیق اور عمر رضی اللہ عنہما نے کبھی نماز جنازہ بلند آواز سے نہیں پڑھی۔

غیر مقلدیت کے عناصر اربعہ کا فتویٰ

مولانا عبد الجبار صاحب غزنوی فرماتے ہیں "میرے فہم میں یہ سب تشددات (یعنی بے جا تختی) ہے، الفاظ ماثورہ (جو حدیث میں آئے ہوں) پر اگر کچھ الفاظ حسنہ زیادہ ہو جائیں تو کچھ مضائقہ نہیں جیسا کہ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ نے تلبیہ رسول میں لبیك و سعدیك و الخیر بیدیك لبیك و الرغباء الیك و العمل کے الفاظ زیادہ کر لئے۔ اسی

طرح بہت مواضع میں ثابت ہے کہ صحابہ کرام اور علماء اسلام الفاظ ماثورہ پر درود شریف اور دعوات (دعاؤں) میں بعض الفاظ زیادہ کرتے ہیں اور یہ عمل بلانکیر جاری رہا۔ نماز میں بھی اگر ادعیہ ماثورہ (حدیث کی دعاؤں) پر زائد دعا پڑھی جائے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ خود حضور ﷺ کے پیچھے ایک شخص نے حمداً کثیراً والی غیر ماثورہ دعا پڑھی تو آپ ﷺ نے فرمایا تیس سے کچھ زیادہ فرشتے اس کو لکھنے کو آئے تھے۔ اس سے صاف ثابت ہوا کہ ماثور پر زیادت جائز ہے کیونکہ یہ دعا اس نے اپنی طرف سے زیادہ کی تھی اور رسول اللہ ﷺ نے اس کی تحسین فرمائی، اور نظائر بکثرت ہیں۔ اگر کل کا استیعاب کیا جاوے تو ایک مستقل کتاب بنے گی غرضیکہ اس قسم کی زیادات بدعت سے نہیں بلکہ فمن تطوع خیرا فهو خیر له (جو خوشی سے زیادہ نیکی کرے وہ اس کے لئے بہتر ہے) میں داخل ہے فقط عبدالجبار عفی عنہ، سید محمد نذیر حسین، عبدالرحمٰن مبارکپوری، مولانا شمس الحق عظیم آبادی (فتاویٰ نذیریہ ص ۳، ۲، عون المعبود شرح ابوداؤد ج ۳ ص ۲۰۹)

لیجئے غیر مقلدین کے ان چاروں علماء نے فیصلہ ہی کر دیا کہ درود و دعا میں الفاظ حسنہ کی زیادتی صحابہ کرام سے لے کر آج تک بلانکیر جاری رہی ہے۔ اب غیر مقلدوں کو سوچنا چاہئے کہ جن باتوں پر صحابہ کرام سے لے کر آج تک چودہ سو سال میں کسی نے انکار نہیں کیا آج تم ان باتوں پر فتنے کھڑے کر کے مسلمانوں میں کیوں سر پھٹول کرا رہے ہو؟ کیا ہے کوئی غیر مقلد جو اپنے ان چاروں علماء کی قبریں اکھاڑے کہ تم نے احادیث سے زیادت کا جواز ثابت کر کے ہماری فتنہ پردازیوں پر کیوں پانی ڈالا۔

تیسری تکبیر:

کے بعد بالغ مرد اور عورت کے لئے مشہور دعا ہے، اگرچہ غیر مقلدین نے اس دعا کے الفاظ میں تو اختلاف نہیں کیا لیکن پھر بھی رگ شرارت رہ نہیں سکی۔ آنحضرت ﷺ ہمیشہ نماز جنازہ میں ایک ہی دعا پڑھا کرتے تھے۔ کبھی تین چار دعائیں اکٹھی کر کے نہیں

پڑھیں اور نہ ان کو ضروری قرار دیا۔ لیکن آج روپڑی صاحب اپنی تقریروں میں ایک دعا پڑھ کر جنازہ ختم کرنے کو جھٹکا کرنا کہتے پھرتے ہیں۔ دیکھئے سنت رسول ﷺ کے لئے یہ مکروہ تشبیہ اور پھر بھی نام اہلحدیث

بر عکس نہند نام زنگی کافور

حالانکہ جماعت کی نماز میں تخفیف کو آپ ﷺ نے مستحب فرمایا۔ اور تطویل کرنے کو فتنہ پردازی فرمایا۔ افتان انت یا معاذ؟ لیکن غیر مقلدین کو فتان بننا ہی پسند آتا ہے۔

نابالغ میت:

ابن حزم غیر مقلد نے تو یہ لکھا ہے کہ نابالغ بچے کا جنازہ ہی نہیں پڑھنا چاہئے اسے بلا جنازہ ہی دفن کر دینا چاہئے لیکن آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں۔

یصلی علیه و یدعی لوالدیه بالمغفرة و الرحمة (ترمذی وقال صحیح)

اس نابالغ کی نماز جنازہ پڑھی جائے اور اس کے ماں باپ کے لئے رحمت اور بخشش کی دعا کی جائے۔

حضرت ابو ہریرہ ؓ یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔ اللھم اجعله لنا فرطاً وسلفاً واجراً (بیہقی) امام حسن بصری بھی ایسی ہی دعا پڑھتے تھے (بخاری)

اس سے معلوم ہوا کہ فقہاء نے جو نابالغ کے لئے بالغ سے علیحدہ دعا لکھی ہے، ان کی دلیل یہی احادیث ہیں۔

چوتھی تکبیر:

چوتھی تکبیر کے بعد دونوں طرف سلام ہے۔ حضرت عبد اللہ بن ابی اوفٰی نے روایت فرمایا سلم عن یمینه وعن شماله (بیہقی) یعنی دائیں بائیں دو سلام کہے۔

حضرت عبد اللہ بھی فرماتے ہیں التسلیم علی الجنازة کالتسلیم فی الصلوة (تلخیص الحبیر ج ۱ ص ۱۶۲) یعنی جنازے کا سلام دوسری نماز کے سلام کی طرح ہی ہے۔

نماز جنازہ آہستہ پڑھنی چاہئے:

قبل ازیں یہ لکھا جا چکا ہے کہ نماز جنازہ دعا ہے اور دعا کے متعلق قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا حکم موجود ہے ادعوا ربکم تضرعاً و خفية انه لا يحب المعتدين اللہ تعالیٰ سے دعا عاجزی سے اور آہستہ کیا کرو، اللہ تعالیٰ حد سے گزر جانے والوں کو پسند نہیں فرماتے۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جنازہ پڑھنے کا سنت طریقہ یہ ہے کہ سـر افـی نفسه دل ہی دل میں پڑھا جائے اور فتاویٰ علماء حدیث ج ۵ ص ۱۴۷ پر ہے کہ جب کوئی صحابی من السنة كذا کہے تو وہ حدیث مرفوع ہوتی ہے۔ پس کتاب وسنت کی روشنی میں آنحضرت ﷺ کے مبارک دور سے لے کر تیرہ سو سال تک نماز جنازہ آہستہ پڑھی جاتی رہی، یہاں تک کہ آخری تیرھویں صدی میں دہلی میں ایک غیر مقلد مولوی عبد الوہاب نامی ہوا جس نے انگریزوں نے سید احمد شہید کی تحریک کو فیل کرنے کے لئے امامت کا دعویٰ کروایا تھا (علماء احناف اور تحریک مجاہدین ص ۵۲، ۵۳) اس مولوی نے سب سے پہلے دہلی میں بلند آواز سے نماز جنازہ پڑھنے کی رسم ڈالی (مقدمہ تفسیر ستاری ص ۱۵) اس دن سے خود غیر مقلدین میں خانہ جنگی شروع ہے، قاضی شوکانی نیل الاوطار ج ۲ ص ۲۹۸۔ میاں نذیر حسین صاحب فتاویٰ نذیریہ ص ۶۶۳، ۶۶۴ ج ا۔ مولانا عبد الرحمٰن مبارکپوری فتاویٰ علماء حدیث ج ۵ ص ۱۰۷ پر فرماتے ہیں کہ نماز جنازہ میں فاتحہ وسورۃ کا جہر مستحب نہیں، یہ جمہور کا مذہب ہے۔ ان کا مشہور اخبار ''الاعتصام'' لکھتا ہے کہ تعلیم کے لئے تو بلند آواز سے پڑھنا جائز ہے لیکن اس کو عادت بنانا اور سنت سمجھنا صحیح نہیں (جلد ۲ شمارہ ۱۹ فتاویٰ علماء حدیث) اس کے علاوہ آج کل کے عوام غیر مقلدین بلند آواز سے نماز جنازہ پڑھنا مستحب سمجھتے ہیں اور اس پر بہت اصرار کرتے ہیں ایسے لوگوں کو مولانا داؤد غزنوی کی نصیحت آویزہ گوش کر لینی چاہئے، آپ فرماتے ہیں ''ایک مستحب امر بعض حالتوں میں مکروہ بن جاتا ہے جب کہ امر مستحب کو اس کے درجہ استحباب سے بڑھا دیا جائے۔ جو شخص ایک امر

مستحب پر اصرار کرے اور افضل صورت پر عمل نہ کرے سمجھ لو کہ شیطان اسے گمراہ کرنے کے درپے ہے کیونکہ اس نے ایک امر مستحب کو اس کے رتبہ استحباب سے بڑھا دیا''۔ اسے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے شیطانی عمل قرار دے کر اس کے بدعت ہونے کی طرف اشارہ کیا۔ جو شخص صریح بدعت پر اصرار کرے اور سنت کی راہ قبول کرنے سے گریز کرے تو سمجھ سکتے ہو کہ شیطان نے اس پر کس قدر قبضہ جما رکھا ہے اعاذنا اللہ منہ (فتاویٰ علماء حدیث ج۵ ص۱۱۶)

بہر حال نماز جنازہ آہستہ پڑھنا ہی کتاب وسنت پر صحیح عمل ہے، جن روایات میں جہر کا ذکر ہے ان میں صاف بیان ہے کہ وہ نماز کا طریقہ سکھانے کے لئے تھا، سنت نہیں تھا۔ اب غیر مقلد سوچیں کہ وہ کتاب اللہ اور سنت پر عمل کریں گے یا مولوی عبد الوہاب دہلوی کی جاری کردہ بدعت پر اصرار کریں گے۔

غیر مقلد دوستوں سے چند سوالات

غیر مقلدین یہ کہتے ہیں کہ ہم اہلحدیث ہیں، ہمارا ہر مسئلہ حدیث سے ثابت ہے اس لئے چند مسائل عرض کئے جاتے ہیں جن کی احادیث ہمیں نہیں ملیں، براہ کرم وہ ہمیں ان احادیث کی نشاندہی فرما کر ماجور ہوں۔

۱۔ نواب صدیق حسن خان صاحب فرماتے ہیں ''پس تنہا نماز کردن بر جنازہ صحیح باشد'' (بدور الاہلہ ص۹۰) یعنی ایک ہی آدمی اکیلا نماز جنازہ پڑھ لے تو صحیح ہے، یہ صحیح ہونا ایک شرعی حکم ہے اس کے لئے صحیح حدیث چاہئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنے جنازے اکیلے پڑھے۔ آپ کے چار صاحبزادے، تین صاحبزادیاں اور دو بیویاں وصال فرما گئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں سے کس کس کا جنازہ اکیلے پڑھا۔

۲۔ نواب صدیق حسن خان صاحب فرماتے ہیں کہ جنازہ پر چار تکبیروں سے زیادہ تکبیریں کہنا بدعت ہے (بدور الاہلہ ص۹۱، ۹۲) اور نواب وحید الزمان فرماتے ہیں

''چار تکبیریں تو کم از کم ہیں، زیادہ بھی جائز ہیں'' (ص ۴۰ کنز الحقائق) ان دونوں میں سے کس کا مسلک درست اور حدیث کے موافق ہے۔ حدیث سے مبرہن فرمائیں۔

۳۔ نواب وحید الزمان فرماتے ہیں کہ نماز جنازہ میں ثناء (سبحانك اللھم) نہیں پڑھنی چاہئے لیکن صادق سیالکوٹی نے صلوۃ الرسول میں اور بہادر بیگ نے اپنے دو ورقے میں سبحانك اللھم کو مسنون جنازہ میں درج فرمایا ہے، ان دونوں میں سے حدیث کے موافق کس کا مسلک ہے۔ مدلل جواب سے نوازیں۔

۴۔ نواب صدیق حسن خان صاحب فرماتے ہیں قبر مربع بنانی افضل ہے اور اونٹ کی کوہان کی طرح بنانی جیسے آج کل سب بناتے ہیں یہ حدیث کے خلاف ہے، منکر امر ہے۔ مسلمانوں پر واجب ہے کہ ایسی قبر بنانے والے پر انکار کریں (بدور الاہلہ ص ۹۵) کیا غیر مقلدین اپنی قبروں کو جو اونچی بنی ہیں مٹا دیں گے؟ اگر نہ مٹائیں گے تو واجب کے تارک ہوں گے۔ افسوس ہے کہ غیر مقلدین احناف سے فاتحہ کے وجوب پر تو بہت لڑتے ہیں لیکن جب اپنی قبریں گرانے کا واجب حکم سنتے ہیں تو گونگے شیطان کا کردار ادا کرتے ہیں۔

۵۔ نواب وحید الزمان فرماتے ہیں کہ نماز جنازہ کے آخر میں صرف ایک طرف سلام پھیرے (کنز الحقائق ص ۴۱)

۶۔ نواب صدیق حسن خان صاحب فرماتے ہیں کہ بیمار کے مرنے سے پہلے بھی اُس کی تعزیت کرنا جائز۔ (بدور الاہلہ ص ۹۷) یہ جواز ''حکم شرعی'' ہے، اس کی دلیل حدیث صحیح صریح مرفوع سے دکھائیں۔

۷۔ غیر مقلد ابن حزم فرماتے ہیں کہ جب تک بچہ نابالغ ہو اس کی نماز جنازہ پڑھنا جائز نہیں (المحلی) لیکن نواب وحید الزمان فرماتے ہیں کہ جو چار مہینے کا حمل ساقط ہو جائے اس کی بھی نماز جنازہ پڑھی جائے (کنز الحقائق ص ۴۱) ان دونوں مسئلوں کے لئے صریح حدیث پیش کریں۔

۸۔ فتاویٰ علماء حدیث ص ۳۸ پر ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کسی دنیوی

پریشانی سے تنگ آکر کوئی موت کی تمنا نہ کرے یہ حدیث بخاری مسلم کی ہے، لیکن ص ۴۰ پر ہے کہ خود امام بخاریؒ نے امیر خراسان سے تنگ آکر اپنی موت کی دعا کی۔ آخر کیا امام بخاریؒ نے صحیح حدیث کی مخالفت کی؟

۹۔ عورت کے جنازے پر کفن کے علاوہ ایک چادر ڈالتے ہیں، مولانا عبدالجبار عمرپوری غیر مقلد کہتے ہیں کہ اس چادر کا احادیث میں کہیں پتہ ونشان نہیں ملتا۔ اس کو مسنون خیال کرنا بالکل جہالت ہے یہ بدعت مردودہ ہے لیکن مولوی علی محمد صاحب سعیدی (غیر مقلد) کہتے ہیں کہ اگر احادیث میں اس کا ذکر نہ بھی ملے تو یہ اس کے ناجائز ہونے کی دلیل نہیں۔ اس چادر کے بغیر میت بدنما ہوتی ہے (فتاویٰ علماء حدیث ص ۴۴) بتایئے اس جہالت اور بدعت مردودہ کے چھوڑنے کو بدنما کہنے والے کا کیا حکم ہے۔

۱۰۔ محدث دہلی نے فتویٰ دیا کہ مال زکوٰۃ سے کسی میت کی تجہیز وتکفین جائز نہیں لیکن علی محمد سعیدی کہتے ہیں کہ جائز ہے (فتاویٰ علماء حدیث ص ۴۴، ص ۴۵ ج ۵)

۱۱۔ قبر میں مٹی ڈالتے وقت منها خلقنا كم الآية پڑھنا مستحب ہے مگر اس کی حدیث ضعیف ہے (فتاویٰ علماء حدیث ص ۶۰، ۶۱ ج ۵)

۱۲۔ نماز جنازہ کی ہر تکبیر میں ہاتھ اٹھائے اور پھر باندھ لے (فتاویٰ علماء حدیث ص ۱۲۱، ۱۲۲ ج ۵) اکثر جگہ غیر مقلدین اس پر عمل نہیں کرتے، یہ کیوں؟ یہ ہاتھ اٹھانا مستحب ہے مگر حدیث ضعیف سے ثابت ہے (ص ۱۵۶، ۱۵۷ ج ۵)۔

۱۳۔ جنازہ کو اٹھاتے وقت باری باری بلند آواز سے کلمہ شہادت پڑھنا اس کا کوئی ثبوت خیر القرون میں نہیں ملتا مگر پھر بھی مستحب ہے۔ (فتاویٰ علماء حدیث ج ۵ ص ۱۳۲)

۱۴۔ نماز جنازہ میں فاتحہ پڑھنا شرط ہے فرض سے بڑھ کر (بدور الاہلہ ص ۹۲) سنت ہے (فتاویٰ علماء حدیث ص ۱۴۲، ۱۴۳ ج ۵) غیر مقلد کس نیت سے پڑھتے ہیں۔ فرض کو سنت یا سنت کو فرض کہنے والے کا کیا حکم ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آپ اس بات سے حیران ہوں گے کہ آج کل کئی شہروں میں جلسوں کے اشتہارات کے ساتھ ساتھ غائبانہ نماز جنازہ کے اشتہارات بھی دیواروں پر چسپاں نظر آتے ہیں۔ بازاروں میں تو آج کل یہ لفظ عام ہو گیا ہے مگر قرآن وحدیث میں جنازہ کے ساتھ ''غائبانہ'' کا لفظ ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملتا، نہ ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین عظامؒ اور تبع تابعین ذی اعلامؒ میں اس لفظ کا ذکر ملتا ہے۔ علامہ ابن قیمؒ فرماتے ہیں کہ مسلمانوں میں بہت سے ایسے لوگ بھی فوت ہوئے جو نبی اقدس ﷺ سے غائب تھے مگر آپ ﷺ نے ان میں سے کسی کی بھی غائبانہ نماز جنازہ ادا نہ کی (زادالمعاد ص۵۱۹، ج۱)

اسی طرح حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مبارک دور میں کتنے قاری صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مسیلمہ کذاب اور دیگر مرتدوں سے لڑتے ہوئے شہید ہوئے، کتنے دیگر جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مدینہ منورہ سے باہر دوسرے شہروں میں فوت ہوئے لیکن خلیفۃ الرسول بلا فصل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ یا کسی اور صحابی نے کسی کی بھی نماز جنازہ غائبانہ ادا نہ کی۔

امام العادلین، خلیفۂ برحق، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا مبارک دور فتوحات کے اعتبار سے اسلام کا سنہری دور کہلاتا ہے۔ دور دراز ممالک میں کتنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جام شہادت نوش فرمایا اور کتنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مدینۃ الرسول سے باہر وصال فرما گئے مگر پورے دور فاروقی میں نہ کسی کی نماز جنازہ غائبانہ کا اعلان ہوا، نہ کسی کی نماز جنازہ غائبانہ ادا کی گئی۔ ان کی شہادت ہوئی مدینہ منورہ سے باہر کسی اور شہر میں نہ ان کی نماز جنازہ غائبانہ پڑھی گئی

(اور نہ ان سے قبل حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی)

اس کے بعد امیر المومنین حضرت ذوالنورین سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا دور خلافت آیا۔ اسلامی خلافت کی سرحدیں آفاق سے باتیں کرنے لگیں۔ کتنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس دور میں شہید ہوئے اور کتنے وصال فرما گئے مگر سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے کسی ایک کی بھی غائبانہ نماز جنازہ ادا نہ فرمائی۔ خود حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت، کیسی مظلومیت کی شہادت ہے لیکن ہم نے کتب احادیث وتاریخ کی ورق گردانی کی کہ شاید مکہ معظمہ میں کسی نے شہید مظلوم کی غائبانہ نماز جنازہ ادا کی ہو یا کوفہ یا بصرہ میں ہی آپ کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھی گئی ہو مگر اس دور میں نماز جنازہ غائبانہ کا نام ونشان تک نہیں ملتا۔

اس کے بعد سیدنا اسد اللہ الغالب امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا دور خلافت آتا ہے کسی اسلامی کتاب میں آپ کو ایک فقرہ بھی نہیں ملے گا کہ انہوں نے کسی ایک شخص کی بھی غائبانہ نماز جنازہ ادا کی ہو اور نہ آپ یہ تلاش کر سکیں گے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت پر کسی شہر میں ان کی نماز جنازہ غائبانہ پڑھی گئی ہو۔ ہم نے بارہا مناظروں میں چیلنج کیا کہ دور خلافت راشدہ میں کسی خلیفہ راشد نے کسی کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھی ہو یا کسی خلیفہ راشد کی نماز جنازہ غائبانہ پڑھی گئی ہو تو اس کا ثبوت پیش کیا جائے لیکن نہ آج تک کوئی پیش کر سکا اور نہ ہی صبح قیامت تک کوئی پیش کر سکتا ہے۔ ان شاء اللہ!

جنازہ نجاشی:

ایک صاحب فرمانے لگے کہ "رسول اقدس ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نجاشی (شاہ حبشہ) کی غائبانہ نماز جنازہ ادا فرمائی، ہم نے خلفائے راشدین کا کلمہ نہیں پڑھا، نبی پاک ﷺ کا کلمہ پڑھا ہے۔ اگر خلفائے راشدین نے بعد میں اس پر عمل نہیں کیا تو ہم نبی کی حدیث پر عمل کریں گے۔" میں نے پوچھا کیا واقعی جناب روافض کی طرح یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم سنت نبوی ﷺ کی مخالفت کیا کرتے تھے یا کم از کم سنتوں

سے بالکل لا پرواہ تھے۔ ان میں سنت پر عمل کا جذبہ اتنا بھی نہیں تھا جتنا پندرہویں صدی کے غیر مقلدوں میں ہے؟ کہنے لگا میں تیری چالوں میں آنے والا نہیں۔ کہنے لگا:

اہل حدیث کے دو اصول

اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول

میں نے کہا اللہ تعالی نے بھی سورۂ نور میں خلافت راشدہ کا مشن یہی بتایا ہے لیمکنن لھم دینھم الذی ارتضی لھم کہ وہ حضرات خدا کا پسندیدہ دین ہی دنیا میں مضبوطی سے قائم کریں گے اور رسول اللہ ﷺ نے بھی خلفائے راشدین کی سنت کو لازم الاتباع فرمایا ہے (ابوداؤد ۴۶۰۷ کتاب السنہ، ترمذی ۲۶۷۶ کتاب العلم، ابن ماجہ ص ۵) آپ نے تو خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی اطاعت کا انکار کر کے اطیعوا اللہ کی بھی مخالفت کی ہے اور اطیعوا الرسول کی بھی۔ کہنے لگا جب ان چاروں خلفاء نے نبی کی حدیث پر عمل نہیں کیا تو ہم بھی ان کو نہیں مانتے۔ میں نے کہا کہ پہلے آپ کے بارے میں لوگ یہ خیال رکھتے تھے کہ آپ ائمہ اربعہ کو نہیں مانتے اس لئے آپ چھوٹے رافضی ہیں مگر اب تو پتہ چلا کہ آپ خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کا بھی انکار کرنے لگے ہیں اور ترقی کر کے بڑے رافضی بن گئے ہیں۔ کہنے لگا کہ ہم کوفہ کے امام کو نہیں مانتے، ہم مدینے والے ہیں، میں نے کہا مدینے والے امام (امام مالک) نے موطا میں اس حدیث پر باب التکبیر علی الجنائز کا باب باندھا ہے۔ نہ ہی انہوں نے اس پر غائبانہ جنازہ کا باب باندھا ہے اور نہ ہی وہ جنازہ غائبانہ کے قائل ہیں۔ کہنے لگا کہ انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے نجاشی کی نماز جنازہ پڑھائی اور اس میں چار تکبیریں ہیں (موطا ص ۲۰۸)۔ میں نے پوچھا کہ حضرت کا وصال کب ہوا؟ کہنے لگا یہ تو مجھے معلوم نہیں۔ میں نے کہا یہ موطا کے حاشیہ پر لکھا ہے کہ رجب ۹ھ جمعرات کے دن۔ میں نے پوچھا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا وصال کب ہوا؟ کہنے لگا معلوم نہیں میں نے کہا ۵۹ھ میں۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس واقعہ کے بعد ۵۰ سال دنیا میں حیات رہے، آپ ثابت

کریں کہ ان پچاس سالوں میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ایک شخص پر بھی غائبانہ نماز جنازہ پڑھی ہو؟ بڑا جھنجھلا کر کہنے لگا اگر ابو ہریرہ حدیث پر عمل نہ کرے تو کیا ہم بھی چھوڑ دیں؟ میں نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ آپ فہم حدیث میں بھی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بڑھے ہوئے ہیں اور عمل بالحدیث میں بھی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے آگے ہیں۔ کہنے لگا امام بخاریؒ اتنے عظیم محدث تھے انہوں نے اس حدیث پر نماز جنازہ غائبانہ کا باب باندھا ہے۔ میں نے کہا یہ بات بالکل غلط ہے، اس پر امام بخاریؒ نے ہرگز یہ باب نہیں باندھا۔ میں نے بخاری شریف پیش کی کہ دکھائیں۔ یہ باب کہاں باندھا ہے؟ کہنے لگا میں نے استادوں سے سنا تھا اور ساتھ ہی کہنے لگا کہ یہ حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے علاوہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔ میں نے کہا بالکل ٹھیک ہے یہ روایت صحیح مسلم ص ۳۰۹، ج ا پر ہے اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ میں ہی اس واقعہ کے ستر (۷۰) سال بعد ۷۹ھ میں فوت ہوئے، کیا آپ ثابت کر سکتے ہیں کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے اس کے بعد ۷۰ سال کی طویل مدت میں ایک شخص کی بھی غائبانہ نماز جنازہ ادا کی ہو؟ کہنے لگا وہ اس حدیث کا مطلب ہی نہ سمجھے ہوں تو پھر۔ میں نے کہا کسی صحابی نے سمجھایا بھی نہیں؟

جناب اس زمانہ میں ہوتے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو احادیث کا مطلب ہی سمجھا دیتے۔ کہنے لگا یہ حدیث حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے بھی تو مروی ہے میں نے کہا بالکل صحیح بات ہے۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ اس واقعہ کے بعد ۴۳ سال زندہ رہے، پہلے کوفہ میں قاضی رہے پھر ۵۲ھ میں بصرہ میں وفات پائی، انہوں نے بھی ان ۴۳ سالوں میں کسی ایک کی بھی نماز جنازہ غائبانہ ادا نہیں کی۔ کہنے لگا یا اللہ! عجیب بات ہے کہ یہ لوگ صحابہ ہو کر بھی حدیث پر عمل نہیں کرتے تھے۔ میں نے کہا یہی سوچ گمراہ کن ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حدیث کی صحیح سمجھ تھی کیونکہ ان کو پوری بات معلوم تھی۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے بات واضح فرما دی و ما نحسب الجنازة الا موضوعة بين يديه (مسند احمد ص ۴۴۶، ج ۴) ہم نہیں خیال کرتے تھے مگر یہ کہ جنازہ آپ ﷺ کے سامنے

رکھا ہوا ہے اور ابن حبان کے الفاظ یہ ہیں و هم لا يظنون الا أن جنازة بين يديه اور صحابہ ؓ خیال نہیں کرتے تھے مگر یہی کہ جنازہ حضرت ﷺ کے سامنے ہے اور ابوعوانہ میں تو یہ الفاظ ہیں: نحن لا نرى الا أن الجنازة قُدّامنا ہم نہیں دیکھتے تھے مگر یہ کہ جنازہ ہمارے آگے ہے۔

معلوم ہوا کہ صحابہ کرام ؓ نے یہ سمجھ کر نجاشی کا جنازہ پڑھا ہی نہیں کہ جنازہ غائب ہے بلکہ اس خیال سے پڑھا کہ جنازہ حضور ﷺ کے سامنے ہے بلکہ بعض صحابہ ؓ کو نظر بھی آیا، چونکہ وہ جنازہ حاضر تھا اور صحابہ کرام ؓ نے اسے حاضر ہی سمجھ کر پڑھا اسی لئے انہوں نے کبھی غائبانہ جنازہ نہ پڑھا۔ کہنے لگا یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ جنازہ حبشہ میں ہو اور یہاں آپ ﷺ یا بعض صحابہ کرام ؓ کو نظر آجائے؟ میں نے کہا یہ تو کشف اللہ تعالی جب چاہیں دکھا دیں۔ آپ ﷺ مدینہ منورہ میں ہیں اور موتہ کی لڑائی کشف میں دیکھ رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ جھنڈا زید نے لیا اور شہید ہوگیا، پھر جعفر نے لیا اور شہید ہو گیا، پھر عبداللہ بن رواحہ نے لیا اور شہید ہو گیا۔ آپ ﷺ یہ فرما رہے تھے اور آپ ﷺ کی مبارک آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ فرمایا پھر جھنڈا خالد بن ولید نے لیا اور فتح ہوگئی (بخاری ص ۱۶۷، ج ۱)۔ اور آپ ﷺ مکہ مکرمہ میں ہیں تو آپ کو بیت المقدس دکھا دیا گیا اور آپ ﷺ دیکھ دیکھ کر کافروں کے سوالات کے جوابات دے رہے ہیں (بخاری ص ۵۴۸، ج ۱)۔ یہ حبشہ، موتہ اور بیت المقدس تو دنیا کے مقامات ہیں، آپ ﷺ کو مدینہ میں جنت اور دوزخ کا مشاہدہ کرایا گیا (بخاری ص ۷۷، ۱۰۳، ۱۲۶، ۱۴۴، ۱۶۴، ج ۱)

کہنے لگا آخر اس میں نجاشی کے جنازہ سے یہ خصوصی امر کیوں پیش آیا؟ میں نے کہا ہمیں اس کا جاننا ضروری نہیں۔ امام ترمذیؒ اور امام ابن ماجہؒ نے حضرت نجاشی کی حدیث پر باب باندھا ہے: باب صلوة النبي ﷺ على النجاشي جس سے معلوم ہوتا ہے کہ نجاشی کی اس طرح نماز یہ آپ ﷺ کی خصوصیت تھی۔ امام بخاریؒ کے دادا استاد حضرت امام محمدؒ فرماتے ہیں ألا يرى أنه صلى على النجاشي بالمدينة وقد مات بالحبشة فصلوة

رسول اللہ ﷺ برکۃ وطھور ولیست کغیرھا من الصلوات وھو قول أبی حنیفۃ ''کیا نہیں دیکھتا کہ آنحضرت ﷺ نے مدینہ میں نجاشی کی نماز جنازہ پڑھی، آپ کی نماز برکت والی اور پاک کرنے والی تھی اور دوسروں کی نمازوں جیسی نہیں تھی، یہی فرمان امام ابوحنیفہؒ کا ہے۔'' (موطا محمد ص ۱۶۷)

البتہ امام ابوداؤدؒ نے ص ۴۵۷، ج ۲ پر اس حدیث پر ان الفاظ میں باب باندھا ہے باب فی الصلوۃ علی المسلم یموت فی بلاد الشرک یہ باب اس مسلمان پر نماز جنازہ پڑھنے کے بارے میں ہے جو بلاد شرک میں فوت ہو جائے۔ اس بات کی شرح میں علامہ خطابیؒ فرماتے ہیں: ''نجاشی ایک مسلمان آدمی تھا وہ رسول اللہ ﷺ پر ایمان لایا اور آپ ﷺ کی نبوت کی تصدیق کی مگر وہ اپنا ایمان چھپاتا تھا اور جب کوئی مسلمان فوت ہو جائے تو مسلمانوں پر اس کی نماز جنازہ ادا کرنا واجب ہے۔ نجاشی چونکہ اہل کفر میں مقیم تھا اور وہاں کوئی ایسا نہ تھا جو اس کی نماز جنازہ پڑھتا، لہذا رسول اللہ ﷺ کے لئے اس کی نماز جنازہ ادا کرنا ضروری تھا کیونکہ آپ ﷺ اس کے نبی تھے اور لوگوں کی نسبت اسی کے زیادہ حق دار تھے۔ پس اسی سبب سے (واللہ اعلم) آپ ﷺ کو اس کی نماز جنازہ پڑھنے کی دعوت دی: (معالم السنن ص ۳۱۰، ج ۱)۔ اور اسی لئے بطور کشف جنازہ آپ ﷺ کے سامنے کر دیا گیا۔ اب جن لوگوں کی نماز جنازہ غائبانہ پڑھی جاتی ہے کیا وہ سارے دارالکفر میں ہی فوت ہوتے ہیں اور وہاں کوئی مسلمان کی نماز جنازہ نہیں پڑھتا؟ اور کیا ان جنازہ پڑھانے والوں کو بھی ہر ہر شہر میں ہر ہر جنازے کا کشف ہو جاتا ہے؟ کہنے لگا کہ ہمارے پاس نماز جنازہ غائبانہ کے اور دلائل بھی ہیں، میں دوبارہ تیاری کر کے آؤں گا۔

اب تیاری کے بعد پھر آیا اور کہا کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت معاویہ ؓ بن معاویہ مزنی کی نماز جنازہ غائبانہ پڑھی۔ یہ حدیث حافظ ابن حجر نے الاصابہ میں نقل فرمائی ہے۔ میں نے کہا ''الاصابہ ص ۴۳۶، ج ۳'' پر یہ واقعہ ہے اور اس کے راوی حضرت انس ؓ ہیں۔ حضرت معاویہ بن معاویہ کا وصال ۹ھ میں ہوا۔ ان کا وصال مدینہ منورہ

میں ہوا اور آنحضرت ﷺ اس وقت تبوک میں تشریف فرما تھے اس واقعہ کے راوی حضرت انس رضی اللہ عنہ ہیں، جن کا وصال اس واقعہ کے تقریباً ۸۴ سال بعد ۹۳ھ میں ہوا اور ان ۸۴ سالوں میں سینکڑوں صحابہ رضی اللہ عنہم کا وصال ہوا مگر حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کسی ایک کی بھی غائبانہ نماز جنازہ ادا نہ کی، پھر اس حدیث سے استدلال اس لئے بھی ناجائز ہے کہ اس کی کوئی سند بھی صحیح نہیں۔ حافظ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں کہ اس کی تمام سندیں ضعیف ہیں (تفسیر ابن کثیر ص ۲۰۹، ج ۴)۔ اور علامہ ابن عبدالبر فرماتے ہیں کہ ان احادیث کی سندیں قوی نہیں ہیں، اگر یہ احکام سے متعلق ہوتیں تو ان میں سے کوئی بھی قابل حجت نہ ہوتی (الاستیعاب ص ۳۷۵، ج ۳)۔ اور ظاہر ہے کہ نماز جنازہ غائبانہ کا جواز احکام ہی کا مسئلہ ہے، تو یہ سندیں کیسے حجت ہو سکتی ہیں؟

اب ذرا اسی روایت پر نظر ڈالیں کہ حضرت جبرئیلؑ نے حضرت ﷺ سے پوچھا کہ آپ حضرت معاویہ بن معاویہ کی نماز جنازہ پڑھنا چاہتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں۔ تو حضرت جبرئیلؑ نے اپنا دایاں پر پہاڑوں پر رکھا اور وہ دب گئے یہاں تک کہ مدینہ منورہ ہمیں نظر آنے لگا۔ اب ظاہر ہے کہ اگر نماز جنازہ غائبانہ جائز ہوتی تو حضرت جبرئیلؑ کو نازل ہو کر اس سوال کرنے کی کیا ضرورت تھی اور پھر پر رکھ کر مدینہ منورہ دکھانے کی کیا ضرورت تھی اور جب نظر آ گیا تو غائب کہاں رہا؟ اسی لئے حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ اس واقعہ سے نماز جنازہ غائبانہ پر دلیل لینا جائز نہیں کیونکہ جب پردے اٹھا دیئے گئے تو جنازہ حاضر ہو گیا (غائب نہ رہا) (الاصابہ ص ۴۳۷، ج ۳)

پھر روایت میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت جبرئیلؑ سے پوچھا کہ جنازہ کے ساتھ یہ خصوصی رعایت کیوں کی گئی؟ حضرت جبرئیلؑ نے عرض کیا کہ سورۃ اخلاص کی محبت کی وجہ سے۔ یہ چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے ہر حال میں قل ھو اللہ (پوری سورت) پڑھتے رہتے تھے۔

میں نے کہا کہ نماز جنازہ غائبانہ خیر القرون کے متواتر عمل کے خلاف ایک بالکل

بے دلیل عمل ہے، کہنے لگا آپ بھی عجیب آدمی ہیں۔ نماز جنازہ غائبانہ کا تو کوئی مسلم انکار ہی نہیں کر سکتا، میں نے کہا کیوں؟ کہنے لگا سب مسلمان نماز جنازہ میں یہ الفاظ پڑھتے ہیں و شاھد نا و غائبنا اس سے ثابت ہوا کہ جس طرح حاضر کا جنازہ جائز ہے غائب کا بھی جائز ہے۔ میں نے کہا اس سے پہلے وہ یہ بھی پڑھتے ہیں حینا و میتنا تو کیا ان الفاظ کا بھی یہی مطلب ہے کہ جیسے مردوں کا جنازہ جائز ہے زندوں کا بھی جائز ہے، میں نے کہا آیئے آپ کے جنازے کا اعلان کرتے ہیں کہ فلاں زندہ کا جنازہ پڑھنے کے لئے لوگ جمع ہو جائیں، پھر آپ کا جنازہ پڑھ لیتے ہیں، اس پر وہ بہت پریشان ہوا۔ میں نے کہا جب آپ جیسے نا اہل استدلال کرنے لگیں تو دین پر قیامت ٹوٹ پڑے گی۔ اسی لئے آنحضرت ﷺ نے فرمایا اذا وسد الأمر الی غیر أھلہ فانتظر الساعۃ جب کام نااہلوں اور نالائقوں کے سپرد ہو تو یہ سمجھو قیامت ٹوٹ پڑی (بخاری)۔ کہنے لگا واقعی نااہلوں کو استدلال نہیں کرنا چاہئے۔ میں نے پوچھا جب وہ استدلال نہیں کریں گے تو دین پر عمل کیسے کریں گے؟ کہنے لگا جو اہل (علم) حضرات ہیں ان سے پوچھ کر۔ میں نے کہا یہی تقلید ہے جس کو آپ شرک کہتے ہیں؟ کہنے لگا کہ ہم ہر شخص کی غائبانہ نماز جنازہ نہیں پڑھتے، صرف شہداء کی پڑھتے ہیں، میں نے کہا بقول آپ کے بھی حضور ﷺ نے نجاشی اور معاویہ بن معاویہ کا جنازہ پڑھا تھا ان میں سے تو ایک بھی شہید نہیں تھا۔ عجیب بات ہے کہ بقول آپ کے حضرت پاک صاحب لولاک ﷺ نے غیر شہداء کی نماز جنازہ پڑھی مگر آپ ان کی نماز جنازہ غائبانہ نہیں پڑھتے اور آپ ﷺ نے کسی شہید کی نماز جنازہ غائبانہ کبھی بھی نہیں پڑھی اور آپ ہر شہر میں پڑھتے ہیں، یہ تو رسول اللہ ﷺ کی کھلی مخالفت ہے۔ آخر کہنے لگا اگر کسی آیت یا حدیث سے شہید کی نماز جنازہ غائبانہ ثابت نہیں تو امام شافعیؒ کے ہاں تو جائز ہے، چلو ہم ان ہی کی تقلید میں پڑھ لیتے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ تقلید کے معنی تابعداری کرنا ہوتا ہے یا مخالفت کرنا؟ کہنے لگا کہ تابعداری کرنا۔ میں نے کہا تم امام شافعیؒ کی مخالفت کرتے ہو اور اس کا نام تقلید رکھ لیا ہے۔ کہنے لگا وہ کیسے؟ میں نے کہا کہ امام شافعیؒ کے ہاں تو شہید کی نماز جنازہ ہے ہی نہیں خواہ

سامنے ہی رکھا ہو۔ آپ امام شافعیؒ سے ہی ثابت کر دیں کہ انہوں نے کسی شہید کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھی ہو۔ کہنے لگا اس کے بارے میں تحقیق کر کے آؤں گا۔

ایک ہفتہ کے انتظار کے بعد میں خود ہی اس سے ملا اور پوچھا کہ آپ نے وعدہ فرمایا تھا اور آپ آئے ہی نہیں۔ کہنے لگا راولپنڈی میں ہمارے ایک مولوی صاحب فوت ہو گئے تھے میں ان کے جنازہ پر چلا گیا تھا۔ میں نے کہا وہاں جانے کی کیا ضرورت تھی تم نے یہاں ہی اس کی نماز جنازہ غائبانہ کیوں نہ پڑھ لی، وقت بھی بچ جاتا، خرچ بھی بچ جاتا، مشقت سے بھی بچ جاتے اور عام لوگوں کو بھی پتہ چل جاتا کہ اب کسی دوسرے گاؤں یا دوسرے شہر میں کسی کا جنازہ پڑھنے کی ضرورت نہیں بلکہ جنازہ گاہ میں بھی جانے کی ضرورت نہیں کیونکہ نماز جنازہ غائبانہ جائز ہے۔ کہنے لگا اس طرح تو کوئی بھی جنازہ پڑھنے نہیں جائے گا۔ یہ تو سب نظام ہی تباہ ہو جائے گا۔ میں نے کہا آپ کی تحریک ہی دین کو تباہ کرنے کے لئے ہے۔ میں نے پوچھا آپ نے یہ ثبوت لانا تھا کہ حضرت امام شافعیؒ نے زندگی بھر میں کسی ایک ہی شہید کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھی یا پڑھائی ہو۔ کہنے لگا اس کا تو مجھے ثبوت نہیں ملا۔ پھر میں نے پوچھا کہ جب اس کا ثبوت نہ قرآن میں ہے، نہ حدیث میں، نہ امام شافعیؒ کی تقلید میں تو پھر آپ شہداء کی نماز جنازہ غائبانہ کیوں پڑھتے ہیں؟

فقہ حنفی کی مخالفت ہی اصل مقصد ہے:

کہنے لگا ہم جو اہل حدیث کہلاتے ہیں وہ اس لئے نہیں کہ ہمارے ہر شخص، مرد، عورت، بوڑھے، بچے کو تمام احادیث کی سندوں اور سنتوں پر عبور ہے بلکہ ہمارے خیال میں فقہ کی مخالفت کرنے کا نام عمل بالقرآن والحدیث ہے۔ ہم نے فقہ حنفی میں یہ پڑھا کہ نماز جنازہ غائبانہ جائز نہیں، اب اس کو ہم فقہ کا مسئلہ کہتے ہیں اور اس کی مخالفت کا نام ہم نے قرآن وحدیث رکھ لیا ہے، اگر چہ اس مسئلہ کے خلاف ہمیں کوئی آیت یا حدیث ملے یا نہ ملے، اس مسئلہ پر عمل کرنے کو ہم تقلید کہتے ہیں اور اس کی مخالفت کرنے کو تحقیق کہتے ہیں اور اصل بات یہ ہے کہ ہمیں فقہ سے ضد ہو گئی ہے۔ میں نے کہا اس ساری گفتگو سے یہ احساس

تو آپ کو بھی ہو گیا ہوگا کہ آپ کا قرآن و حدیث کا مطالعہ بالکل ناقص بلکہ نہ ہونے کے برابر ہے اور اپنے نفس امارہ پر اعتماد اتنا کہ مجتہدین ائمہ اربعہ تو ائمہ اربعہ آپ خلفائے راشدین کو بھی خاطر میں نہیں لاتے اور خوف خدا اور فکر آخرت کا تو آپ کے قریب گزر بھی نہیں۔ کہنے لگا کہ آپ کا یہ تجزیہ سو فیصد صحیح ہے۔ ہم خود رائی، نفس پرستی اور اسلاف سے بغاوت کا نام عمل بالحدیث رکھتے ہیں۔ میں نے کہا جب یہ احساس ہو گیا تو اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہیں اور توبہ کا دروازہ تو ابھی کھلا ہے، دیر آپ ہی کی طرف سے ہے، ادھر سے قبولیت میں دیر نہیں۔ کہنے لگا میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں صمیم قلب سے توبہ کرتا ہوں اور یہ بھی دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے استقامت عطاء فرمائیں۔ آمین!